

حُتھ

حُتھ ہماری معاشرتی زندگی خصوصاً گاؤں (دیہات) میں بڑی اہمیت کا حامل تھا اور کسی حد تک ابھی بھی ہے۔ گاؤں کی شائد ہی کوئی محفل ایسی ہو جس میں حُتھے کی موجودگی نا ہو، شادی یا فوتگی پہ جہاں مہمانوں کیلئے چار پائی اور بستر اکٹھے کیے جاتے تھے وہیں انکی تواضع کے لیے حُتھے بھی اکٹھے کیے جاتے تھے۔ ڈیرہ ہو یا دارہ، پنچایت ہو یا کوئی اکٹھ پر دھیان حُتھ ہی ہوتا تھا۔ دن کو کھیتوں میں کام کرتے وقت بھی لوگ اسی شخص کے پاس آ کر بیٹھتے تھے جس کا حُتھ تازہ ہوتا تھا، جس کے ڈیرے پہ حُتھ نہیں ہوتا تھا اُسے لوگ ڈیرے دار ہی نہیں مانتے تھے، اس حوالے سے پنچابی کی ایک کہاوت بھی مشہور ہے کہ ”واہیاں اونان دیاں... حُتھے جنہاں دے گھر دے“

اس کہاوت کا لب لباب یہ ہے کہ جنکے پاس اپنے حُتھے ہوتے ہیں انکی کھیتی باڑی بھی اچھی ہوتی ہے، چونکہ پرانے وقتوں میں تقریباً ہر کسان حُتھ نوش ہوتا تھا تو اپنا حُتھ نہ ہونے کی وجہ سے اُسے کسی دوسرے ڈیرے پہ جانا پڑتا تھا جسکی وجہ سے وقت ضائع ہوتا تھا اور کام میں خلل آجاتا تھا۔ ظاہر ہے جسکا اپنا حُتھ تازہ ہو تو کسی دوسرے کے پاس جانے میں جو وقت لگتا ہے وہ کھیتی باڑی کے مفید کام میں صرف ہو سکتا ہے۔

دیہات میں چوپال کے درمیان بزرگوں کی محفل اسی کی مرہون منت تھی۔ ہر گلی محلے میں کوئی مخصوص جگہ ہوتی تھی جہاں پہ ایک خاص وقت پہ ایک رونق سی لگی ہوتی تھی جہاں ایک دوسرے کا حال احوال اور دن بھر کی ادھر ادھر کی خبریں ایک دوسرے تک پہنچائی جاتیں۔ بزرگ بچوں اور جوانوں کو اپنی جوانی کی قصے سناتے اور اپنا بڑھا پاپا اور دکھ بھول جاتے تھے۔

حُتھ پینے والے کے لیے حُتھ ناں ہونا یا بچھا ہوا ہونا کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا کیونکہ اسکی غیر موجودگی حُتھ نوش کو بڑی گراں گزرتی ہے مثلاً کھانا ہضم نہ ہونا سرد کرنا چڑچڑاپن آجانا اور اسکے علاوہ جب کوئی بچہ حُتھے کی نال میں پھونک مار کے پانی اوپر چڑھا کے حُتھے کی آگ بجھا دیتا تھا تو بزرگوں کی جانب سے بچوں کو خوب ڈانٹ پڑتی۔

حُتھ نوشی کے اپنے ہی اصول تھے جو بڑے جاندار اور شاندار ہوا کرتے تھے۔ بڑے بڑے دیرینہ دشمن بھی جب ایک حُتھے پہ بیٹھتے تو کش لگا کر برابر حُتھے کی نال ایک دوسرے کی طرف کرتے رہتے تھے، بڑی بڑی رقابتیں حُتھے کی ایک محفل کی نذر ہو جاتیں۔ اس حوالے سے حُتھے کئی لوگوں سے اچھا ہے جو لوگوں کو توڑنے کی بجائے جوڑتا ہے اور انکی تنہائیاں دور کرتا ہے۔

حُتھ ہمارے کلچر اور روایات کا حصہ اور بزرگوں کی نشانی ہے جو کہ آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے کیونکہ حُتھ پینے اور بنانے والے گزرتے جا رہے ہیں اور نئی نسل کے لیے اور بڑے مشاغل ہیں جنہیں اپنی تاریخ یا روایات سے ویسے بھی کوئی سروکار نہیں اور ان اثاثوں کو دقیانوسی اور پرانی سوچ ہی گردانا جاتا ہے۔